مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو تا حال بخار اور کھانسی کی شکایت ہے۔ اگرچہ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے بدستور دعا کرتے رہیں۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ مسلم کانفرنس لاہور کے جلسہ سے واپس آگئے ہیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے انتظام کے ماتحت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی راولپنڈی سے پشاور چلے گئے ہیں۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ۲ جون کے جلسوں کا انتظام کرنے کے لئے ضلع لائلپور اور شیخوپورہ کا دورہ ۹ مئی سے شروع کرینگے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب سیالکوٹ سے ایک ماہ کے لئے ضلع انبالہ میں روانہ کر دئے گئے ہیں۔

خاتم النبیین نمبر میں نامور شعرا کی نظمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کے لئے ہندوستان کے ممتاز اور نامور شعرا کی نہایت اعلیٰ درجہ کی نظمیں حاصل ہو گئی ہیں۔ چنانچہ لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی منشی لچھمی نرائن صاحب سخا بی۔ اے سٹی مجسٹریٹ جے پور۔ لسان الملک حضرت ریاض خیرآبادی۔ جناب حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری شاگرد حضرت امیر مینائی۔ کی نظمیں پہنچ چکی ہیں۔ پنجابی شاعری سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کیلئے پنجاب کے مشہور شاعر مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی کے پنجابی اشعار بھی شائع کئے جائیں گے۔ مضامین کی مختصر فہرست جو گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے یہ بتانے کے لئے کافی ہے۔ کہ کیسے کیسے اعلیٰ اور شاندار مضامین ہیں۔ ابھی کئی اور مضامین کا اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیا احباب کا فرض نہیں ہے۔ کہ ایسے اعلیٰ پرچہ کی اشاعت کیلئے سرگرم کوشش کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ پرچے طلب فرمائیں:

مضامین اور نظموں کے متعلق آخری گذارش

جن احباب سے خاتم النبیین نمبر کے لئے نظم یا مضمون لکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ وہ اگر یہ سطور ملاحظہ فرماتے ہی اپنا مضمون یا نظم ارسال فرما دیں تو درج اخبار ہو جائیں گے۔ امید ہے کہ احباب کرام اس آخری گذارش کو منظور فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ اور اس کار ثواب میں شریک ہونے کی پوری پوری کوشش کریں گے:

خاتم النبیین نمبر منگانے والے اصحاب کو بہت بڑی رعایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ جمعہ ۲۶ر اپریل میں الفضل کے خاتم النبیین نمبر کی اشاعت کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے۔ اور جو ۳ر مئی کے الفضل میں شایع ہو چکا ہے۔ اسے پڑھکر امید ہے احباب کرام اپنے فرض کی ادائیگی کی کوشش فرما رہے ہونگے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جلد سے جلد اطلاع دی جائے۔ کہ کس قدر پرچے انہیں بھیجو جائیں۔ احباب کی سہولت کیلئے یہ مزید رعایت کر دی گئی ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب پیشگی قیمت ارسال نہ فرما سکیں۔ اور وی۔ پی کی وصولی بھی ممکن نہ ہو۔ تو ان کی ذمہ داری اور حتمی وعدہ پر بغیر وی پی اور وصولی پیشگی کے انہیں مطلوبہ پرچے ارسال کر دیئے جائیں گے۔ پس احباب اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت جلدی اپنے منشا سے مطلع فرمائیں۔ قیمت فی پرچہ ۵ر ہے ۲۵ پرچے فی ۴ر ۲۶ سے ۱۰۰ تک فی ۴ر اس سے زیادہ منگانے والے اصحاب کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔ یعنی ۳ر فی پرچہ انہیں پڑیگا۔ جو بانٹنے پر فروخت کیا جائے۔ محصولڈاک دفتر کے ذمہ ہوگا ؛

اب قطعًا توقف نہ فرمائیں۔ اور بہت جلدی مطلع کریں۔ کہ کتنے پرچے آپ کو بھیجے جائیں ؛

خاتم النبیین نمبر کے ایک خاص قدردان

مجاہد مکرم محمد عثمان صاحب لکھنوی نے خاتم النبیین نمبر کی تیاری کے لئے لکھنو کے مشہور اور ممتاز شعراء کا تازہ کلام حاصل کرنے کے لئے جو جدوجہد کی ہے۔ اور جس میں انہیں بفضل خدا قابل تعریف کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی کے لئے ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔ لیکن خاتم النبیین نمبر کی اشاعت کے متعلق انہوں نے جس آمادگی اور تن دہی سے کام کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ بہت ہی خوش کن ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"خاتم النبیین کی توسیع اشاعت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ پڑھکر ہمارے پریسیڈنٹ صاحب اور میری رائے ہوئی ہے۔ کہ پانچسو کا پیاس یہاں بھجوا دی جائیں۔ ان کی فروخت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائیگا۔ ہر طرح کوشش کی جائیگی۔ دن رات ایک کر دئے جائیں گے۔

اگر ایسے مخلص اور باہمت بھائی تمام بڑے بڑے شہروں میں کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ تو خاتم النبیین کی اشاعت ۱۵۔۲۰ ہزار تک پہنچ جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں۔ ہمیں انتظار ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کو پورا کرنے کا فخر حاصل کرنے والے اصحاب اور کہاں کہاں سے اپنے ارادہ سے مطلع فرماتے ہیں ؛

۲ر جون کے مقررین کو اطلاع

۲ر جون کے جلسوں کے لئے جن مقررین کے نام دفتر میں پہونچے ہوئے ہیں۔ ان کی خدمت میں براہ راست دفتر کی طرف سے نوٹس بھجوا دئے گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملے ہوں۔ تو بہت جلد اپنا مکمل و خوشخط پتہ لکھکر اطلاع دیں۔ تاکہ فوراً بھیجدئے جائیں۔ اضلاع و صوبجات کی مرکزی انجمنوں کو بھی مناسب تعداد میں نوٹ بھیجدئے گئے ہیں ؛ سکرٹری ترقی اسلام

ایڈیٹر و اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح کے خلاف استغاثہ

اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۲۸ء میں ایک مضمون "صدائے امیر اور بالفضل" ابوالفضل لاہور کی طرف سے شایع ہوا تھا۔ جس میں ایڈیٹر الفضل کے متعلق نہایت ہتک آمیز الفاظ شائع کئے گئے تھے۔ اس پر ایڈیٹر و اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام کو الفضل کے وکیل نے نوٹس دیا۔ کہ نوٹس کی رسید کے ایک ہفتہ کے اندر اندر ۱۔ اخبار پیغام صلح کے علاوہ تین روزانہ اخبارات میں جو لاہور سے شائع ہوتے ہوں۔ اس مضمون میں درج شدہ غلط امور کی تردید شایع کرائیں۔ اور ایڈیٹر الفضل سے معافی مانگیں۔ ۲۔ ایڈیٹر الفضل کو اختیار دیں کہ اس تردید اور معافی کا مضمون جس اخبار میں چاہے شایع کرائے۔ ۳۔ ایک ایک ہزار روپیہ نقد ایڈیٹر الفضل کو ادا کیا جائے ؛

بصورت خلاف ورزی ان امور کے ہر ایسی کارروائی اور چارہ جوئی دیوانی اور فوجداری عمل میں لائی جائیگی۔ جو ضروری ہو۔

میعاد نوٹس گذرنے کے بعد فوراً استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ایڈیٹر و اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح لاہور کے خلاف جناب لالہ نرسنگداس صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ اور یکم اپریل کو حاضر ہونے کیلئے ملزمان کے نام سمن جاری ہوئے۔ مگر وہ اس تاریخ پر نہ آئے۔ اس کے بعد ۱۸ر اپریل تاریخ پیشی مقرر ہوئی۔ مگر ملزمان اس تاریخ پر بھی حاضر نہ ہوئے۔ اس لئے ان کے نام وارنٹ یا ضمانت ایک ایک ہزار روپیہ کے جاری ہوئے۔ اور ۶ر مئی تاریخ پیشی مقرر ہوئی۔ جس پر ملزمان حاضر ہو گئے۔ اور ان کی پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانتیں ہوئیں۔ اور آئندہ تاریخ پیشی ۴ر جون مقرر ہوئی۔ ملزمان کے ساتھ لاہور سے بطور مختار ایڈووکیٹ مرزا زادہ مولوی عبدالرحمن صاحب آئے ؛

خاتم النبیین نمبر اور احباب کرام

پانچویں فہرست

نمبر	نام	تعداد	نمبر	نام	تعداد
۱	رحمت اللہ خاں صاحب ننکارپور	۱۲	۲۱	سید عبدالشکور صاحب ٹھیکیدار اکھنڈ	۲۶
۲	شیخ عبدالقادر صاحب قصور	۱۰۵	۲۲	مولوی کرم داد صاحب دوالمیال	۵
۳	محمد دین صاحب ملکوال	۲۶	۲۳	محمد یوسف صاحب گگو	۱۰
۴	سید محمد شاہ صاحب	۴	۲۴	میاں دیویندر سنگھ صاحب ہائی سکول گگو	۱۳۰
۵	نور احمد صاحب اودو سیر نہر	۲۰	۲۵	نبی محمد صاحب گھوگھیاٹ	۱۷
۶	میر غلام رسول صاحب یاڑی پورہ	۴	۲۶	شیخ رفیع الدین احمد صاحب کراچی	۳۰
۷	عبدالعزیز صاحب حیدر آباد سندھ	۳۰	۲۷	بابو محمد جمیل صاحب بنگلہ باغبانان تلہ ڈیہائی	۱۲
۸	قمر الدین صاحب ڈنگہ	۷	۲۸	سراج الدین صاحب باجوڑہ	۴
۹	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کیمبل پور	۳۰	۲۹	اللہ رکھا صاحب سندھوا	۴
۱۰	بی۔ ایم صاحب جان بنگلور	۱۰	۳۰	محمد امیر صاحب ڈیرہ گڑھ	۵
۱۱	میاں عبداللہ جان صاحب اختر جاتی	۱۰	۳۱	محمد ابراہیم صاحب ٹھو رکیپر لارڈ کالانہ	۵
۱۲	چوہدری غلام احمد صاحب ایڈوکیٹ پاکپٹن	۲۰	۳۲	جناب احمد دین صاحب ڈالہ بانگر	۸
۱۳	بابو غلام جیلانی خاں صاحب پینام	۲۶	۳۳	رحمت خاں صاحب سیکرٹری بیکٹ جونپ	۸
۱۴	منشی نظام الدین صاحب جیبوکی	۴	۳۴	قاضی عبدالمجید صاحب کھیوڑہ	۱۰
۱۵	مرزا مبارک بیگ صاحب کلانور	[illegible]	۳۵	سید امیر حسین شاہ صاحب نورنگ	۱۰
۱۶	محمد فضل الٰہی صاحب ایرکھ	۴	۳۶	حاجی مفتی گلزار محمد صاحب بٹالہ	۱۰
۱۷	یار محمد خاں صاحب فارسٹر سرینگر	۸	۳۷	عبدالقیوم صاحب کنٹریلہ	۱۵
۱۸	ڈاکٹر فتح دین صاحب تنگی	۱۰	۳۸	شمس الدین صاحب جہرود	۱۵
۱۹	کرم بخش صاحب ڈٹی کنڈی	۲۶	۳۹	محمد اقبال حسین صاحب ہیڈ ماسٹر نور محل	۱۴
۲۰	شیخ فضل کریم صاحب لارنس پور	۱۰	۴۰	محمد رفیع صاحب سیوال	۲۶
			۴۱	چوہدری رحیم بخش صاحب شیخو پورہ	۳۰
			۴۲	محمد احمد صاحب وکیل کیمبل پور	۳۰
			۴۳	قریشی محمد حنیف صاحب کندرہ پاڑہ	۱۰۰
			۴۴	خواجہ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور	۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۸۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۲۹ عیسوی | جلد ۱۶

ہندو دھرم اور جمہوریت

ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج پر سول ملٹری گزٹ کا تبصرہ

ہندوستان ایک عرصہ سے حصول سواراج کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ ابنائے وطن اس کے لئے بہت سی قربانیاں بھی کر چکے ہیں۔ اور ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں۔ اس میں مسلمان ہندوؤں سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں رہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے۔ کہ آج تک ہندوستانی سیاست دانوں نے اس مسئلہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ کہ ہندوستان میں جمہوری نظام قائم کرنا ممکن اور واجب العمل بھی ہے یا نہیں۔

ہندو قوم اور خصوصاً آریہ سماج کی موجودہ روش کو مدنظر رکھتے ہوئے بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب تک حالات موجودہ کی اصلاح نہ ہو۔ اس وقت تک اول تو سوراج کا حصول ہی ناممکن ہے۔ اور اگر مل بھی جائے تو کامیابی کے ساتھ قائم نہیں رہ سکیگا۔ اور ملک کے لئے بجائے کسی فائدہ یا نفع کے سخت نقصان کا موجب ہوگا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جمہوریت کے لئے مختلف اقوام میں اتحاد و یگانگت۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام۔ مذہبی رواداری اور ان سب سے بڑھکر مساوات نہایت ضروری چیزیں ہیں۔ مگر ان سب کا ہندوستان میں فقدان ہے۔ عام ہندوؤں کے متعلق تو ہم نہیں کہتے۔ لیکن آریہ سماجی لوگوں کی نسبت یہ بالکل واضح بات ہے۔ کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کی بناء پر ان سب باتوں کو اختیار کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کی طرف سے غیر آریہ سماجیوں کے مذہبی احساسات کی ایک منظم سازش کے ماتحت پامالی اور دلآزاری و منافرت انگیزی ایسی باتیں ہیں جو ہندوستان میں کبھی نخل جمہوریت کو پنپنے نہیں دینگی۔ پھر سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ نظام جمہوریت میں تمام اقوام کو پوری پوری مساوات حاصل ہونی چاہئیے۔ لیکن یہ چیز بھی آریوں میں ممنوع ہے آریہ سماج نے جو ہندو قوم کا بہترین تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ اور جو بزعم خود استخلاص وطن کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں کر رہا ہے۔ ابھی تک سوامی دیانند کی اس مستبدانہ اور غیر منصفانہ تعلیم پر اظہار نفرت نہیں کیا۔ جو جمہوریت اور ملکی حکومت کی روح کو کچلنے والی ہے۔ اور جسے سننے یا معلوم کرنے کے بعد کسی عقلمند غیر ہندو کو سواراج کے لئے کسی قسم کی سعی یا کوشش کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسے سواراج کے تصور سے بھی وہ کانپ اٹھتا ہے۔ سوامی جی کا ارشاد ہے:۔

"بے علم۔ بے وقوف۔ ویدوں کے نہ جاننے والے جو فرائض بتلائیں۔ ان کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہئیے۔ کیونکہ بے علموں کے بتلائے ہوئے فرائض کے مطابق جو لوگ عمل کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے سینکڑوں برائیاں لگ جاتی ہیں۔ اس لئے ودیا سبھا دھرم سبھا اور راج سبھا تینوں میں بے وقوفوں کو کبھی بھرتی نہیں کرنا چاہئیے۔ بلکہ ہمیشہ صاحب علم اور دھرم پر چلنے والوں کو مقرر کرنا چاہئیے۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۶)

بتلائیے اس تعلیم کی موجودگی میں آریہ سماج کیونکر "ویدوں کے نہ جاننے والوں" کو "راج سبھا" میں "بھرتی" کا خیال بھی دل میں لاکر اپنے سوامی کی حکم عدولی کی جرأت کر سکیگی۔ پھر سوچئے۔ کسی غیر آریہ کی غیرت یہ کیسے گوارا کریگی کہ وہ ملک کے اندر ایک ایسی طرز حکومت کے قیام کے لئے جدوجہد کرے۔ جس میں اسے "ویدوں کا نہ جاننے والا"۔ "بیوقوف بے علم۔ جاہل" وغیرہ وغیرہ نہایت ہی غیر شریفانہ خطابات دیکر پرے پھینک دیا جائے۔

پس مساوات جو جمہوریت کی جان ہے۔ اسے آریہ سماج نے ملیا میٹ کر دیا ہے۔ اور جب تک اسے از سرِ نو زندہ کرکے اس پر عمل کرنے کا پورا پورا یقین نہ دلایا جائے۔ ملک میں جمہوریت کا قیام اور پھر اس کی کامیابی کی امید کیسے کیجا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ مذہبی احساسات وجذبات کا احترام ہے۔ آریہ سماجیوں نے گذشتہ سالوں میں جس انتظام و اہتمام اور پیہم اصرار سے مسلمانوں کے مقدس مذہبی راہنماؤں کی توہین کرکے ان کی روح کو مجروح کیا ہے۔ کیا اس کی موجودگی میں اتحاد و یگانگت کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔ اگر اس سلسلہ کو بند بھی کر دیا جائے۔ جس کی بحالات موجودہ قطعاً امید نہیں۔ تو خود ستیارتھ پرکاش

ملک کے امن وامان کو تباہ کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ پس جب مسلمانوں کی اس قدر دلآزاری کی جا رہی ہو۔ تو وہ کس طرح اتحاد کے لئے آگے قدم بڑھا سکتے ہیں اور کس طرح سوراج حاصل کرنے میں ممد ہو سکتے ہیں۔

یہ وہ چند ایک رکاوٹیں ہیں۔ جو ہندوستان کی آزادی کے راستہ میں حائل ہیں۔ اور جب تک انہیں دور نہ کیا جائے کوئی کامیابی نہیں ہوگی۔

مشہور انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے جو پہلے بھی ستیارتھ پرکاش کے متعلق نہایت صاف اور واضح الفاظ میں اظہار رائے کر چکا۔ اور اس کے بُرے اثرات کی طرف ملک اور گورنمنٹ کو توجہ دلا چکا ہے۔ حال میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں رقم طراز ہے:۔

"اگر ہندوستان کے اندر جمہوری طرز کی خود اختیاری حکومت قائم ہونی ہے۔ تو ہندوؤں کو دیگر اقوام کو مساوات دینے کا جواز اپنی مذہبی پستکوں سے دکھانا پڑیگا۔ دوسری طرف آریہ سماج کو اس دلآزار اور وحشیانہ سلوک کو ترک کرنا ہوگا جو اس نے ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کی اتباع میں دیگر مذاہب کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔"

پھر لکھا ہے:۔

"سیلف گورنمنٹ کے راستہ میں جو روکاٹیں ہیں ان میں بعض ہندوؤں کی یہ خواہش بھی ایک روک ہے۔ کہ ہندوستان میں پرانی طرز کی ہندو حکومت قائم ہونی چاہئیے جس سے ذات پات کی تحریک کو از سرِ نو زندہ کیا جا سکے۔ آریہ سماج جو اچھوتوں کو اوپر اٹھانے کی مدعی ہے۔ ابھی تک ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب کی پابندی سے بھی اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکی۔ جس میں جمہوری حکومت کی بجائے خالص ہندو راج کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

اسی سلسلہ میں اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"مذہب اسلام جمہوریت کا حامی ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اور اس کی مذہبی کتابوں میں پہلے ہی ایسی تعلیم موجود ہے۔ جو مسلمان کو دوسروں کے ماتحت رہتے ہوئے بھی دوسرے مذاہب کے ساتھ اتفاق و اتحاد رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔"
(سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲ رمئی ۱۹۲۹ء)

سول اینڈ ملٹری گزٹ کا آریہ سماج اور اسلام پر یہ تبصرہ نہایت ہی بصیرت افروز ہے۔ اگر سیاسی راہنما اور خود آریہ سماج اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ تو ملک کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے۔

نیز ان مسلمانوں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ جو بغیر اپنے حقوق کی حفاظت کے پورے یقین اور ضمانت کے منزل سواراج پر پہونچنے کی امید میں اپنے اور اپنی قوم کے حقوق سے لاپرواہ اور قطعاً غافل ہو کر بے تحاشا اور اندھا دھند بھاگے جا رہے ہیں۔

اہل کمال کی قدردانی

قومی شہرت میں اضافہ کرنے والے باکمال افراد کی حوصلہ افزائی اور قدردانی سے ہر قوم میں ترقی اور ارتقار کے لئے جرأت اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جہاں یہ بات نہیں۔ وہاں قومی ترقی بھی بہت محدود رہتی ہے۔ اور اس کے افراد میں سے بہت کم کوئی خاص امتیاز پیدا کر سکتے ہیں۔

انگلینڈ کے میجر سر ہنری سیگریو نے موٹر رانی میں تمام سابقہ ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ یعنی آپ نے موٹر کو اس قدر تیز رفتار سے چلایا۔ کہ آجتک کوئی نہ چلا سکا۔

سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲ رمئی اطلاع دیتا ہے۔ کہ میجر صاحب کے واپس لندن پہونچنے پر آٹو موبائل کلب میں آپ کے اعزاز میں ایک عظیم الشان دعوت دی گئی۔ جس میں پرنس آف ویلز نے بھی شرکت کی۔ سر چارلس ویکفیلڈ کی طرف سے ایک ٹرافی مالیتی ایک ہزار پونڈ پیش کی گئی۔ نیز سر چارلس موصوف نے اعلان کیا کہ جب تک میجر سیگریو اپنی اس خصوصیت کو قائم رکھیں گے۔ آپ کی طرف سے انہیں ایک ہزار پونڈ سالانہ مستقلاً ملتا رہے گا ؛

حوصلہ افزائی اور قدردانی کی ان مثالوں میں سے جو آئے دن زندہ اقوام میں دیکھی جاتی ہیں۔ یہ تازہ مثال ہے۔ وہ مسلمان جو اپنے بھائیوں کی دینی یا دنیوی خدمات کا زبانی اعتراف کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ انہیں سمجھ لینا چاہئے۔ وہ زندہ قوم کے زندہ افراد نہیں ؛

لچکدار مذہب

آریہ اخبار "تیج" (۲۷ راپریل) لکھتا ہے :۔

" رفتار زمانہ کے ساتھ سوسائٹی میں تغیر و تبدل ہونا بھی لازمی ہے۔ جس سوسائٹی کے اصول اس قدر سخت ہوں۔ کہ ان میں ترمیم و تنسیخ کی گنجائش نہ ہو۔ اور جو سوسائٹی اصلاح پذیر نہ ہو۔ وہ لازمی طور پر زمانہ کی رفتار سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک دن اس سوسائٹی کا وجود ہی قائم نہیں رہتا۔ یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ ہندو سوسائٹی بہیئت مجموعی خواہ کتنی قدامت پسند کیوں نہ ہو۔ مگر وہ ہمیشہ اصلاح پذیر رہی ہے "

یہ تو بیشک صحیح ہے۔ کہ ہندو سوسائٹی ہمیشہ اصلاح پذیر رہی ہے " لیکن اسے ہندو دھرم کی فضیلت کے طور پر پیش کرنا پرلے درجہ کی نامعقولیت ہے۔ اگر ویدک دھرم خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ تو پھر اس کے اصول میں تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ کا اختیار انسانوں کو کس طرح ہو سکتا۔ رفتار زمانہ کے ساتھ چلنے کیلئے جس دھرم کو تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ کی ضرورت پیش آئے۔ اس کے متعلق سمجھ لینا چاہئے۔ کہ وہ عالم الغیب علام الغیوب ہستی کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ کسی ہمارے جیسے دماغ ہی کی کاوش کا

ہر ایک صحیح الدماغ انسان تسلیم کرتا ہے۔ کہ مہاشہ راجپال نے اپنی ناپاک کتاب "رنگیلا رسول" کے ذریعہ فضائے ہند مکدر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور ہندوستان کے امن و امان میں ایسی چنگاری پھینکی جس نے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو بے حد کشیدہ بنا دیا۔ لیکن آریوں نے اس کے مارے جانے پر اس کی تعریف و توصیف کے راگ گاتے ہوئے اور اس کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک امن پسند اور صلح کل انسان تھا جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ محض مسلمانوں کی خاطر وہ دوبارہ اس کتاب کو شائع نہیں کریگا۔

ایسی صورت میں جبکہ آریوں نے بڑے اہتمام سے اس ناپاک کتاب کو مختلف صوبوں میں شائع کیا۔ اور اس وقت تک اس فتنہ انگیزی سے باز نہ آئے۔ جب تک کہ گورنمنٹ نے تمام ہندوستان میں اس کی اشاعت قانوناً روک نہ دی۔ مہاشہ راجپال کا یہ کہنا کہ وہ اب اس کتاب کو شائع نہیں کریگا۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کے لئے ممکن ہی نہیں کہ فتنہ انگیزی کا دوبارہ ارتکاب کرکے قانونی گرفت سے بچ سکے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات خواہ مخواہ اس کی طرف منسوب کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کی دلآزاری اور ان کے مذہبی جذبات و احساسات کی پامالی اس کے لئے ایسا ہی دل پسند مشغلہ تھا۔ جیسا خود بانی آریہ سماج سوامی دیانند کے نزدیک۔

چنانچہ اخبارات کا بیان ہے :۔

" ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں اسلام پر جو حملے کئے گئے ہیں۔ انکو حق بجانب ثابت کرنے کی غرض سے چموپتی ایم۔ اے نے ایک کتاب "چودھویں کا چاند" لکھی تھی۔ جس میں قرآن و اسلام پر شدید حملے کئے گئے تھے۔ سنا ہے۔ کہ اس کتاب کی بہت سی کاپیاں راجپال مقتول گروکل کے جلسہ میں فروخت بھی کر آیا تھا " (انقلاب ۷ رمئی ۱۹۲۹ء)

ان سطور میں "پنڈت چمپوپتی" کا ذکر ہے۔ یہ وہی ذات شریف ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے "رنگیلا رسول" اسی کی تصنیف ہے اگر مذکورہ بالا بات صحیح ہے۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ چمپوپتی راجپال کی زندگی کا جام لبریز کرنے میں اس وقت تک مصروف رہا جب تک وہ چھلک نہ گیا۔ اور راجپال بھی آخری لمحہ تک ہلاکت و بربادی سمیٹنے میں مصروف رہا۔

"ملیح آبادی مولانا عبدالرزاق صاحب" نے داڑھی کے خلاف "علم جہاد" بلند کرکے خاص شہرت حاصل کر لی ہے۔ اور اکثر اخبارات میں ان کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں کئی دلچسپ باتیں بیان کی جارہی ہیں۔ چنانچہ مولانا سید الطاف کریم ایم۔ اے لیکچرار رانچی کالج "جنہیں اکثر ان کا صحبت کا اتفاق رہا" تحریر فرماتے ہیں :

" داڑھی کے متعلق نہایت مختلف مسائل پر گفتگو رہا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک روز داڑھی کے متعلق نہایت سنجیدگی کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے آپ فرمانے لگے۔ داڑھی رکھنے سے طبیعت مکدر۔ کثیف اور گندی معلوم ہوتی ہے۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ذہانت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے جب داڑھی پر استرہ چل جاتا ہے۔ تو طبیعت کدورتوں سے پاک ہو کر چست، وچالاک معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور کسی قسم کا اضمحلال باقی نہیں رہتا۔ یہ خود میرا ذاتی تجربہ ہے۔ مگر کیا کروں کہ اپنے دو بزرگوں کی وجہ سے جن کی خاطر مجھ کو ناتِ عزیز ہے۔ داڑھی رکھنی پڑتی ہے "

ان الفاظ سے جو ایک معزز شخص نے بیان کئے ہیں صاف ظاہر ہے۔ کہ ملیح آبادی مولانا نے مزے سے داڑھی منڈانے کی خاطر "علماء سو کو گرا دو" کو محض بہانہ بنایا ہے۔ اصل میں ان کا مطلب اپنی داڑھی منڈانا تھا جس کے لئے عرصہ سے وہ بیتاب ہو رہے تھے۔ اس انکشاف کے بعد اگر یہ کہا جائے۔ کہ علماء سو کو گرانے والا خود تحت الثریٰ میں پہلے ہی جا گرا تو غلط نہ ہوگا۔ اس نے اپنے آپکو "علماء سو" کا مصلح بھی قرار دے لیا۔ اور زمانہ کا پسندیدہ فیشن بھی اختیار کر لیا۔ ؏ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ملیح آبادی صاحب کی داڑھی منڈانے کی تجویز کو پڑھکر جس طرح ہمارا ذہن اس روائتی گیدڑ کی طرف گیا تھا۔ جس کی دم کسی وجہ سے کٹ گئی تھی۔ اسی طرح سید الطاف کریم صاحب کا خیال بھی ادھر منتقل ہوا۔ البتہ اتنا فرق رہا۔ کہ ان کے ذہن میں گیدڑ کی بجائے "لومڑی" آئی صحیح روایت لومڑی کے متعلق ہی معلوم ہوتی ہے مگر ہم نے ملیح آبادی صاحب کو "مؤنث" سے تشبیہ دینا مناسب نہ سمجھا تھا۔ گو وہ خود مؤنث سے مشابہت اختیار کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں

ملیح آبادی صاحب کے ہم محبت چونکہ ان کے متعلق ذاتی واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جو کچھ لکھا۔ اس کی نسبت ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ انہوں نے "ملیح آبادی صاحب" اور "لومڑی" میں جو فرق بیان کیا ہے۔ وہ بہت دلچسپ ہے۔ فرماتے ہیں :۔

" فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ لومڑی کی دم اس کی خواہش کے خلاف کٹ گئی تھی۔ اور اس نے اپنی دم کٹنے کے بعد اپنی قوم کی دم کاٹنی چاہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ

(از جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے اپنی ہوش میں اپنے ماں باپ کو مسلمان ہی دیکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز صبح شام ہمارے ہاں آیا کرتے تھے:۔

حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت اور واپسی

جب مسلمانوں کو کفار بہت تکلیفیں دینے لگے۔ تو میرے والد حضرت ابوبکر نے بھی ارادہ کیا۔ کہ حبش کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ وہ مکہ سے روانہ ہو کر مقام برک الغماد تک پہنچے تھے۔ کہ وہاں ان کو قبیلہ قارہ کا سردار ابن دغنہ ملا۔ اس نے پوچھا۔ اے ابوبکرؓ کہاں کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ دنیا کی سیاحی کروں اور خدا کی عبادت آرام سے کیا کروں۔ ابن دغنہ نے کہا۔ تمہارے جیسا آدمی نہ تو خود نکلے نہ کسی کو چاہئے۔ کہ اسے نکالے۔ کیونکہ تم نیکی کرتے اور رشتہ داروں سے سلوک اور بیکسوں کی ہمدردی اور مہمانوں کی مہمان نوازی اور سچے کی امداد کرنے والے آدمی ہو۔ چلو میں تمہارا ضمانتی بنتا ہوں۔ تم مکہ واپس چلو۔ اور اپنے ہی گھر میں خدا کی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ اس کے کہنے سے حضرت ابوبکرؓ واپس آ گئے۔ اور ابن دغنہ بھی ان کے ساتھ آیا۔ جب رات ہوئی۔ تو ابن دغنہ شہر کے سب رئیسوں کے پاس پھرا۔ اور ان سے کہا۔ کہ ابوبکر ایسا اچھا آدمی ہے۔ کہ اسے ہرگز یہاں سے نکلنے دینا نہیں چاہئے۔ میں اسے امان دیتا ہوں۔ آئندہ تم اسے تنگ نہ کرنا۔ قریش نے کہا۔ ہم اس شرط پر تمہارا کہنا مانتے ہیں۔ کہ ابوبکر آئندہ سے اپنے گھر میں ہی عبادت کیا کرے اور اندر ہی قرآن اور نماز پڑھا کرے۔ نہ ہمیں سنایا کرے نہ اور لوگوں کو تنگ کرے نہ کسی کو تبلیغ کرے۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے گمراہ نہ ہو جائیں۔ ابن دغنہ نے یہی بات آکر حضرت ابوبکرؓ سے کہدی اور خود چلا گیا۔ چند دن تک تو حضرت ابوبکرؓ نے یہی کیا۔ کہ گھر میں ہی نماز اور قرآن پڑھا کرتے مگر پھر جو کچھ خیال آیا۔ تو انہوں نے اپنے گھر کے آگے ایک چبوترہ نماز کے لئے بنایا۔ اور اس پر کھڑے ہو کر نماز اور قرآن پکار پکار کر پڑھنے لگے۔ ان کی آواز سنکر مشرکوں کی بہت سی عورتیں اور بچے ان کے پاس جمع ہو جاتے اور قرآن سنتے اور خوش ہوتے

امان واپس

چونکہ حضرت ابوبکرؓ بہت نرم دل تھے اس لئے قریش کو پھر خوف ہوا۔ کہ کہیں ان کا اثر ہمارے بچوں اور عورتوں پر نہ پڑ جائے۔ اس لئے انہوں نے ابن دغنہ کو مکہ بلا بھیجا۔ اور یہ کہا۔ کہ بھائی ہم نے ابوبکرؓ کو تمہارے کہنے سے امان دی تھی اور شرط یہ تھی۔ کہ اپنے گھر کے اندر عبادت کیا کرے مگر اب وہ اپنے اقرار سے پھر گیا۔ اور گھر کے باہر ایک مسجد بنالی ہے۔ جس میں علانیہ نماز اور قرآن پڑھتا ہے۔ اور ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے متعلق خوف پیدا ہو گیا ہے۔ تم اسے منع کر دو۔ اگر نہ مانے تو اس کی امان سے دستبردار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم کو ابوبکرؓ کی یہ حرکت ہرگز منظور نہیں۔ ابن دغنہ یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ ابوبکر تم کو ہمارا معاہدہ یاد ہوگا۔ یا تو تم اس پر قائم رہو یا میری امان واپس دیدو۔ کیونکہ میری اس میں بڑی ذلت ہے۔ کہ میری بات کی بے قدری ہو۔ حضرت ابوبکر کہنے لگے۔ کہ اچھا میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں اور صرف اپنے خدا کی پناہ میں رہنا چاہتا ہوں۔

ہجرت کی جگہ خواب میں دکھائی گئی

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا مجھے خواب میں وہ جگہ دکھائی گئی ہے۔ جہاں تم ہجرت کرو گے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک جگہ ہے۔ جہاں بہت سے کھجوروں کے درخت ہیں۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے ایسا بندوبست کیا۔ کہ مدینہ کے لوگ مسلمان ہو گئے اور مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی شروع کر دی۔ اور کئی مسلمان جو حبش میں تھے وہ بھی مدینہ ہی آ گئے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے بھی مدینہ چلنے کی تیاری کی۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا۔ تم ابھی ٹھیرو۔ امید ہے۔ کہ مجھے بھی ہجرت کرنی پڑے گی۔ ابوبکرؓ یہ سن کر ٹھیر گئے۔ اور اپنی اونٹنیوں کو چار مہینہ تک عمدہ چارہ کھلا کھلا کر سفر کے لئے خوب تیار کیا۔

ہجرت کی اجازت

جب یہ مدت گزر گئی تو ایک دن رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم بیوقت ہمارے گھر تشریف لائے۔ اجازت لیکر اندر داخل ہوئے اور پوچھنے لگے گھر میں کوئی غیر آدمی تو نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر میں سوائے آپ کی بی بی عائشہ کے اور کوئی غیر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے خدا کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر کہنے لگے حضور مجھے بھی ساتھ لے چلئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ ابوبکر نے کہا۔ میری دو اونٹنیوں میں سے ایک حضور کی نذر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ مگر میں قیمت دیکر لونگا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ اس گفتگو کے بعد ہم نے دونوں کے لئے جلدی جلدی سفر کا سامان تیار کرنا شروع کر دیا۔ ایک تھیلی تھی اس میں کچھ سامان کھانے کا بھر دیا اور میری بہن اسماء نے اپنی تہ بند میں سے کپڑا پھاڑ کر اس تھیلی کے منہ کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین پڑ گیا (یعنی ۲ تہ بند والی۔ چونکہ ایک حصہ انہوں نے خود باندھے رکھا۔ اور دوسرے کو مسافروں کے لئے پھاڑ کر دے دیا)

غار ثور میں پناہ لینا

پھر آنحضرتؐ اور ابوبکر غار ثور میں جا چھپے اور تین دن تک اس میں رہے۔ میرے بھائی عبداللہ رات بھر انہی کے پاس رہتے اور پچھلی رات کو اندھیرے اندھیرے مکہ میں آجاتے۔ لوگ یہ سمجھتے کہ یہ مکہ میں ہی رہتے ہیں دن بھر وہ مکہ میں دشمنوں کی ٹوہ لیتے رہتے اور رات ہونے پر سب باتیں آنحضرتؐ کو جا کر پہنچا دیتے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر کا غلام عامرؓ اس غار کے قریب قریب بکریاں چراتا رہتا۔ اور رات کے وقت بکریاں غار کے پاس لے جاتا۔ اور وہ اس سے دودھ لیکر پی لیا کرتے۔ پھر صبح ہونے سے پہلے بکریاں وہاں سے ہنکا کر دور لیجاتا غرض تین راتوں تک یہی ہوتا رہا۔

غیر مسلم راہبر

ایک اور شخص بھی راز دار تھا۔ جو عرب کے رستوں سے خوب واقف تھا آنحضرت نے اونٹنیاں اس کے سپرد کر دی تھیں اور اس سے اقرار تھا۔ کہ عام رستہ کاٹ کر کسی راستے سے مدینہ پہنچا دے یہ شخص مسلمان نہ تھا مگر وعدے کا سچا تھا اس لئے آپ نے اسے اپنا رہبر مقرر کیا تھا۔ تیسرے دن صبح کو وہ شخص اونٹنیاں لے کر غار کے منہ پر آ گیا۔ اور اس کے ساتھ آپ اور ابوبکر اور عامرؓ غلام تینوں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ رہبر آپ کو سمندر کے کنارہ کی طرف سے لے گیا

سراقہ کا واقعہ

اس عرصہ میں کفار قریش نے یہ ڈھنڈورا پھروا دیا کہ جو کوئی آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ کو قتل کر دے گا یا زندہ پکڑ کر لے آئے گا اسے ہر ایک کے بدلے میں سو اونٹ ملیں گے۔ یہ ڈھنڈورہ سراقہ نام ایک شخص نے بھی سنا۔ اتفاقاً کسی مسافر نے اس کے سامنے یہ بھی بیان کیا۔ کہ میں نے کچھ لوگوں کو سمندر کے کنارہ کی طرف مدینہ کے رخ جاتے دیکھا ہے۔ غالباً وہ محمدؐ اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ سنکر سراقہ سیدھا گھر گیا۔ اور گھوڑا کسوا کر نیزہ ہاتھ میں لے کر آنحضرت کے پکڑنے کی نیت سے سوار ہوا۔ اور گھوڑے کو ہوا کر دیا۔ دوڑاتے دوڑاتے جب وہ آنحضرت کے قریب پہنچا۔ تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اور سراقہ نیچے گر پڑا۔ اس پر سراقہ نے اپنے تیر نکالے اور فال لی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال میں "نہیں" نکلا۔ مگر سراقہ پھر بھی دو سو اونٹوں کے لالچ کے مارے سوار ہو گیا۔ اور آنحضرت کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت اسے آنحضرت کے قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور آپ ادھر ادھر نظر نہ کرتے تھے۔ مگر ابوبکرؓ بار بار ادھر اُدھر دیکھتے جاتے تھے۔ جب سراقہ آپ کے بہت قریب پہنچ گیا۔ تو یکایک اس کے گھوڑے کے پیر ریت میں گھٹنوں تک دھنس گئے۔ اور سراقہ زمین پر گر پڑا۔ جب اٹھ کر اس نے گھوڑے کو چلایا۔ تو بڑی مشکل سے اس کے پیر باہر نکلے۔

اور اس نے بہت مٹی اڑائی - سراقہ نے پھر تیروں سے فال لی - اس دفعہ بھی جواب انکار ہی نکلا آخر اس نے آواز دی اور کہا - کہ ٹھہریئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤنگا وہ کھڑے ہو گئے - اور سراقہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا - اور اسے یقین ہو گیا - کہ محمد آخر غالب آجائیں گے پھر اس نے آنحضرت سے عرض کیا - آپ کی قوم نے آپ کے سر کا انعام ۱۰۰ اونٹ مقرر کیا ہے - اور دشمنوں کی سب باتیں آپ سے بیان کیں اور عرض کیا - میرے ساتھ کچھ سامان کھانیکا ہے - آپ قبول فرمائیں مگر آپ نے قبول نہ فرمایا - صرف اتنا کہا - کہ تم ہمارا حال پوشیدہ رکھنا - اس کے بعد سراقہ نے کہا کہ آپ مجھے ایک تحریر امن کی لکھدیں - آپ نے عامر غلام کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ایک پرزے پر امن کی تحریر لکھدی - اور سراقہ واپس چلا آیا آگے چل کر راستہ میں زبیر صحابی ملے - جو شام سے تجارت کر کے واپس آرہے تھے - انہوں نے آنحضرت اور حضرت ابو بکرؓ کو سفید کپڑوں کا ایک ایک جوڑا نذر کیا -

مقام حرہ پر استقبال

مدینہ میں مسلمانوں کو معلوم ہو گیا - کہ آنحضرت مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں وہ ہر روز صبح کو آپ کی پیشوائی کے لئے مقام حرہ تک آکر آپ کا انتظار کرتے - اور جب دوپہر ہو جاتی تو واپس شہر کو چلے جاتے ایک دن اسی طرح آپ کا انتظار کر کے وہ لوگ مدینہ میں پہونچے ہی تھے - کہ ایک یہودی نے جو ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا - ان سفید پوشوں کو اونٹوں پر سوار آتے دیکھا - وہ سمجھ گیا - کہ ضرور یہ آنحضرت ہی ہیں بے اختیار ہو کر چلایا - اے مدینہ والو - جن کے تم منتظر تھے وہ آگئے یہ سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھ کر امنڈ پڑے - اور مقام حرہ پر آپ کے نیاز حاصل کیا - وہاں سے آنحضرت ان لوگوں کے ساتھ دائیں طرف کو ہو لئے - اور مقام قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں اترے - یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا - آنحضرت وہاں خاموش بیٹھ گئے - اور ابو بکرؓ لوگوں سے ملنے لگے انصار کے جن لوگوں نے آنحضرت کو پہلے نہ دیکھا تھا - وہ جب وہاں آتے تو ابو بکر کو ہی آنحضرت سمجھتے - اور سلام کرتے - آخر آنحضرت پر دھوپ آ گئی تو حضرت ابو بکر اپنی چادر سے آپ پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے تب لوگوں نے پہچانا کہ آنحضرت کون ہیں

مسجد قبا و مسجد نبوی

آنحضرت دس پندرہ دن وہاں رہے - اور انہی دنوں میں آپ نے وہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی - جس کی تعریف قرآن میں بھی درج ہے - اتنے دن کے بعد آپ وہاں سے شہر مدینہ کی طرف اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے جاتے جاتے آپ کی اونٹنی اس جگہ بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے - یہ زمین دو انصاری یتیم لڑکوں کی تھی - آپ نے وہاں اتر کر فرمایا - انشاء اللہ یہیں ہمارا مقام رہیگا - اس کے بعد آپ نے ان یتیم لڑکوں کو بلا کر زمین کی قیمت پوچھی - انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ سے قیمت ہرگز نہ لینگے - یہ زمین آپ کیلئے ہبہ ہے - مگر آنحضرت نے منظور نہ کیا - اور قیمت دیکر زمین خریدی اور اس پر مسجد بنانی شروع کی - اس مسجد کے بننے کے وقت آنحضرت خود اور لوگوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغام صلح ۱۲ مارچ ۱۹۲۹ء میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے حکم کے منصب پر بھی بحث کی ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :-

"حکم کا منصب کسی امتی کو دینے سے قبل اس بات پر غور کر لینا چاہئے - کہ قرآن نے حقیقی معنوں میں حکم کس کو قرار دیا ہے - قرآن کریم میں صاف طور پر آتا ہے - افغیر اللّٰہ ابتغی حکما کیا میں خدا کے سوا کسی غیر کو حکم تلاش کروں - جس سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ خدا کے سوا کسی کو حکم بنانا توحید کے منافی ہے - لیکن پھر اس حکم حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ نے خود اپنے حکم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم قرار دیا ہے - جیسا کہ فرمایا ہے - فلا و ربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم کہ تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے - جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھے حکم نہ بنائیں - ان دونو آیتوں کی تطبیق کی یہی صورت ہے - کہ خدا خود تو لوگوں کے جھگڑے فیصلے کرنے سے رہا - بہر حال وہ اپنے رسول کے ذریعہ ہی دنیا کے لوگوں کے جھگڑے فیصلے کر سکتا ہے - اس لئے خدا نے رسول کو جھگڑا فیصلہ کرنے کے لئے حکم قرار دیا . . . . اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں لوگوں کے جھگڑے فیصلے کرنے کے لئے موجود نہ ہو سکتے تھے - اس لئے ضروری تھا . کہ امتیوں میں سے لوگ حکم مقرر ہوتے ہیں - جو لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتے ہیں . . . . لیکن اس امتی حکم یا اولوالامر کی بات ماننے اور اطاعت کا حکم جہاں آیا وہاں یہ شرط بھی ساتھ رکھی کہ امتی حکم یا اولوالامر کا فرض ہے - کہ وہ اپنا فیصلہ خدا اور رسول یعنی قرآن و حدیث کے ماتحت دے اور اپنے فیصلوں کو خدا اور رسول کے فیصلوں سے مدلل و مستحکم کرے . . . . مختصر یہ کہ امتی کا فیصلہ بحیثیت حکم کے تب آخری سمجھا جائیگا - جب قرآن و حدیث سے مدلل اور مستحکم ہو اور قرآن حدیث اس کی تائید و تصدیق کرتے ہوں - ورنہ اس کی ذاتی رائے ہوگی - . . . . جب کوئی اولوالامر خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے - تو وہ بھی انہی جھگڑوں یا مسائل میں دخل دیتا ہے - جن کو مشیت الٰہی اس سے فیصلہ کرانا چاہتی ہے - اور اس کی راہ میں لے آتی ہے - یا اس کے لئے اشارہ کرتی ہے - وہ خواہ مخواہ ہر ایک مسئلہ میں اپنے فیصلے نہیں دیتا پھرتا - دوسرے وہ اسی قانون کا پابند ہوتا ہے - جو خدا کی طرف سے دنیا کو دیا گیا ہے - یعنی قرآن و حدیث کا - پس جب وہ فیصلہ دیگا تو ضرور ہے کہ وہ اپنے فیصلہ کو اس قانون کی دفعات یعنی آیات قرآنی سے مدلل کرے - اور جب تک دفعات قانون یعنی آیات قرآنی سے فیصلہ کو مدلل نہ کرے گا - اس کی رائے محض ایک ذاتی رائے بھی جائیگی - بحیثیت ایک حکم کے آخری فیصلہ نہ سمجھا جائیگا - . .

. . . . . حضرت مسیح موعود کو جب اللہ تعالےٰ نے اولوالامر یا حکم کے منصب پر کھڑا کیا - اور ان سے کسر صلیب کا کام بھی لینا چاہا تو سب سے پہلے انہیں الہام کیا - کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا - وجعلناک المسیح ابن مریم - یہ الہام تو آپ کو ہو گیا - اور اپنے منصب اولوالامر پر آپ کھڑے بھی ہو گئے - مگر اتنا کافی نہ تھا - گزشتہ نبیوں کی طرح وہ اپنے دعوے کا انحصار صرف اپنی وحی پر نہیں رکھ سکتے تھے - بوجہ ایک امتی ہونے کے ان کا فرض تھا - کہ وہ اس معاملہ کو خدا اور رسول یعنی قرآن و حدیث کی طرف پھیر دیں اور جو فیصلہ وہ دیں وہ لوگوں کے سامنے پیش کریں - کیونکہ اصل حکم تو خدا رسول ہیں امتی حکم تو صرف خدا رسول کے فیصلہ کو لوگوں کے سامنے پیش کرنیوالا ہوتا ہے"

ڈاکٹر صاحب کا یہ مضمون کس قدر نخوت و نکبر نانبیّت و خود پسندی سے پر اور آداب النبی سے عاری ہے - اس کی صحیح تصویر تو اس وقت نظر آئیگی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام پاک کا آئینہ سامنے رکھا جائیگا - لیکن بادی النظر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مضمون کس قدر سوء ادبی کی سپرٹ میں لکھا گیا ہے - اس کا پہلا فقرہ ہی یہ غمازی کر رہا ہے - کہ راقم مضمون کے نزدیک حکم بھی نعوذ باللہ صدر جمہوریہ فرانس یا امریکہ کی طرح ہوتا ہے جسے عامۃ الناس انتخاب کر کے اس کے ہاتھ میں دستور العمل کی ایک دستاویز دیتے ہیں اس کی حدود کے اندر اس نے کام کرنا ہوتا ہے - اور اس کے قول و فعل پر جب تک ملک یا قوم کا ہر ایک فرد صاد نہ کرے - وہ صحیح اور درست نہیں قرار دیا جا سکتا - اگرچہ ان لوگوں کے ہاں بھی جمعیت عاملہ کے اعلیٰ ارکن کی ڈسکریشن (قیاسی و ذاتی رائے) پر بہت سے امور چھوڑے جاتے ہیں - لیکن ڈاکٹر صاحب کے نزدیک جس کو خدا تعالےٰ حکم عدل بنا کر بھیجے اس کا کوئی قول یا فعل درست نہیں کہا جا سکتا جبتک کہ کروڑہا مسلمانوں کا ہر کس و ناکس اپنے اپنے معیار پہ اسے پرکھ کر صحیح قرار نہ دیدے -

تفسیر قرآن پر ناز کا یہ عالم معلوم ہوتا ہے گویا اس سمندر کے اسرار غامضہ آپ ہی پر کھلے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فلا و ربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم کے باریک اور لطیف نکات سمجھنے کی مائیکروسکوپ خدا نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ہی لیباریٹری میں رکھی ہے - جس کی ایڈجسٹمنٹ اور فوکسنگ کا طریقہ صرف انہیں کو خدا نے وحی کیا ہے حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ صرف یہ کہ الرحمٰن علم القرآن کی ہی وحی ہوئی - بلکہ جیسے وجعلناک المسیح ابن مریم کی وحی ہوئی اسی طرح یہ آئت کریمہ فلا و ربک لا یومنون الخ کی وحی بھی حضرت جبریل امین آپ پر لیکر آئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگرچہ مجھے ڈاکٹر صاحب کے اس خود ساختہ اصل سے اتفاق نہیں اور نہ کسی مومن کو ہو سکتا ہے۔ کہ حکم الٰہی مسائل میں دخل دیتا ہے جن کو مشیت الٰہی اس سے فیصلہ کرانا چاہتی ہے۔ اور اس کی رہ میں لے آتی ہے۔ یا اس کے لئے اشارہ کرتی ہے۔ ہمیں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ہر امر میں نور اور ہدایت ملتی ہے اور اگر کسی شپر چشم کو نظر نہیں آتا تو چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ لیکن بالفرض اگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اصل کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی انہیں ملزم کرنے کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ اگر بعض امور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رستہ میں نہیں آئے۔ تو کم از کم حکم کا مسئلہ ایسا ضروری ہے جو ضرور ضرور حضرت امام حکم عدل کی راہ میں آیا ہے۔ اس مسئلہ پر حضرت اقدس کا ایسا ہی کھلا کھلا مدلل اور مستحکم پُر شوکت اور پُر یقین کلام موجود ہے جیسے کہ مسئلہ نزول مسیح کے متعلق۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت اقدس کو خدا اور رسول کی مقرر کردہ شرائط کے متعلق حکم نہ مانتے ہوئے بھی ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہمخیالوں کو اپنے ایمانوں پر کس طرح تسلی ہے۔ اب میں بغیر کسی مزید تنقید کے حضرت اقدس علیہ السلام کا اپنا کلام جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا سے ملا۔ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت اقدس کے مسلک میں اور آپ کے بعض نام لیوا خادموں کے مسلک میں کس قدر تفاوت ہے۔

(۱) فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم۔ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلوٰۃ والسلام

(۲) "جو شخص مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ (ڈاکٹر بشارت احمد صاحب غور فرماویں جو کہتے ہیں کہ حکم خواہ مخواہ ہر ایک مسئلہ میں اپنے فیصلے نہیں دیتا پھرتا) مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو۔ کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ (ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو خدا جانے یہ حق کس طرح حاصل ہو گیا ہے کہ وہ حضرت مامور و مرسل کی بعض باتوں کو ذاتی رائے اور قیاس پر محمول کریں۔ اور بعض کو الٰہی فیصلہ) اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں" حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۳

(۳) ہماری جماعت کے لئے تو یہ امر دور از ادب ہے۔ کہ وہ اس قسم کی باتیں پیش کریں۔ یا ان کے دہم میں بھی ایسی باتیں آئیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ خدا تعالے کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں۔ (ذاتی رائے یا قیاس نہیں) پھر کیوں اس کو مقدم نہیں کرتے۔ اور پیشگوئی سمجھ کر اس کی عزت نہیں کرتے۔ .... جبکہ خدا تعالے نے مجھ کو حکم عدل ٹھہرایا ہے۔ اور تم نے مان لیا ہے۔ پھر نشانہ اعتراض بنانا ضعف ایمان کا نشان ہے حکم مان کر تمام زبانیں بند ہو جانی چاہئیں۔ (لیکن جو اپنے آپ کو حکم پر بھی حکم سمجھے اس کی زبان کیسے بند ہو۔) جب تک خدا تعالے کے مقرر کردہ حکم کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کرو گے وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو خدا چاہتا ہے اور جس غرض کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ .... اور مجدد صاحب کے مکتوب دوم میں صاف لکھا ہے۔ کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا وہ اسرار غامضہ ہوں گے۔ اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے۔ حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا۔ پھر بھی لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ (ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حکم عدل کا مسیح کو بے پدر ماننا ایک ذوقی خیال تھا۔ قرآن کریم سے مستنبط نہ تھا) اب تم خود سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو۔ کہ تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے۔ اور مجھے مسیح موعود۔ حکم عدل مانا ہے۔ تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے۔ تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے ہتھیار ڈال دو۔ اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت کرنیوالے ٹھہرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں۔ کہ وہ تمہارا امام ہو گا۔ وہ حکم عدل ہو گا اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو کب ہوگی یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا۔ کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ میں اگر صادق نہیں ہوں۔ تو پھر جاؤ۔ اور صادق تلاش کرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اور صادق مل نہیں سکتا۔ پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملیگا۔ تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو دیا ہے۔ جن لوگوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے۔ وہ اور بھی بدقسمت ہے۔ کہ دیکھکر اندھا ہوا۔ ....

حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ جب مسیح موعود آئیگا۔ تو اسے مفتری اور جاہل ٹھہرایا جائے گا۔ اور یہاں تک بھی کہا جائیگا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس قسم کے الزام مجھے دیئے جاتے ہیں۔ ان شبہات سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے۔ اور اس کی بجائے وہ یہ فکر کرے۔ کہ کیا سچا ہے یا نہیں۔ بعض امور بے شک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالے ان پر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے۔ (پیغمبر مانیں تو یہ سعادت حاصل ہو۔ جو مانتا ہی یہ ہو۔ کہ مسیح موعود بھی ایسا ہی حکم ہے جیسے میاں بیوی کے جھگڑے کو فیصلہ کرنے فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا۔ اسے یہ مقام ادب اور حسن ظن کیسے نصیب ہو۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے۔ بلکہ منتظر رہتے تھے۔ اور جرأت سوال کرنے کی نہ کرتے تھے۔ میرے نزدیک اور اسلم طریق یہی ہے۔ کہ ادب کرے جو شخص آداب النبی کو نہیں سمجھتا۔ اور اس کو اختیار نہیں کرتا۔ اندیشہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے"۔ منقول از تقریر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بر مضمون جمع صلوٰتین مندرجہ کتاب فتاوی احمدیہ

(۴) "ہم بادب عرض کرتے ہیں۔ کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرہ معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے۔ کہ حکم اس کو کہتے ہیں۔ کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے۔ اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔ جو شخص خدا کی طرف سے آئے گا وہ آپ کے طمانچے کھانے کو نہیں آئے گا خدا تعالے اس کے لئے خود راہ نکال دے گا۔ جس شخص کو خدا نے کشف اور الہام عطا کیا اور بڑے بڑے نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور قرآن کے مطابق ایک راہ اس کو دکھا دی۔ تو پھر وہ ظنی حدیثوں کے لئے روشن اور یقینی راہ کو کیوں چھوڑے گا کیا اس پر واجب نہیں۔ کہ جو کچھ خدا تعالے نے اس کو دیا ہے اس پر عمل کرے۔ .... مجھے حیرت ہے۔ کہ ایڈوکیٹ صاحب (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) کس قسم کی طبیعت رکھتے ہیں۔ کہ یہ تو آپ مانتے ہیں۔ کہ پہلے اولیاء ایسے گذرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے صحیح حدیث کو غلط ٹھہراتے اور غلط کو صحیح ٹھہراتے تھے۔ مگر آپ کو شرم آتی ہے کہ یہ مرتبہ مسیح موعود کو بھی جو حکم ہے عنائت کریں۔ .... آپ تو اقرار کر چکے ہیں۔ کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے۔ ان کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ محدثین کی تنقید کی اطاعت کریں۔ بلکہ محدثین نے تو مردوں سے روائت کی ہے اور اہل کشف زندہ حی وقیوم سے سنتے ہیں پس آپ کا اس شخص کی نسبت کیا خیال ہے۔ جس کا نام حکم رکھا گیا ہے یہ مرتبہ اس کو حاصل نہیں آپ دوسروں کے لئے تجویز کرتے ہیں" ازالہ اوہام حصہ دوم

مکرم ڈاکٹر صاحب! یہ ہیں وہ مبرہن اور واضح فیصلہ جات جو حضرت امام حکم و عدل نے خدا تعالے سے علم پاکر منصب حکم کے متعلق کئے ہیں۔ کیا اب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ کہوں کہ اگر حکم کا فیصلہ بھی نہ مانا جائے۔ تو پھر وہ حکم کس چیز کا؟۔ یا لفظ نزول مسیح کی جگہ لفظ منصب حکم رکھ کر آپ ہی کی تحریر کو دہرا دوں۔ کہ منصب حکم کا مسئلہ گویا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو گیا خدا نے اس کا علم خود حکم کو دیا۔ اور حکم نے اسے قرآن و حدیث سے مدلل کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اب جو اس فیصلہ کو نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کے فیصلہ کو نہیں مانتا"۔ یا کیا پھر میں یہ سمجھ لوں کہ آپ نے ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہونیکا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "وہ اور بھی بدقسمت ہے۔ کہ دیکھ کر اندھا ہوا"۔

خاکسار مصباح الدین احمد از قادیان

امریکہ میں تبلیغ اسلام

احمدی مبلغ کی ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء میں مصروفیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ماہ مارچ میں کام کا خوب موقع دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ اسی ماہ میں صدر جمہوریہ مسٹر ہوور نے اپنے عہدہ کا چارج لیا۔ میں نے ۴ مارچ کو ان کی خدمت میں مبارکباد کا خط لکھا۔ اور بطور تحفہ کتاب حقیقی اسلام ارسال کی۔ ان کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا۔

جناب صوفی بنگالی صاحب

"پریذیڈنٹ صاحب کو آپ کا ۴ مارچ کا خط ملا۔ انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کہ میں آپکو یقین دلاؤں۔ کہ کتاب ارسال کرنے میں آپ نے جس دانشمندانہ مہربانی کا اظہار فرمایا ہے۔ اسے وہ بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کی نیک تمناؤں کے لئے وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں"

اس ماہ میں مختلف چرچوں میں تین تقریریں ہوئی ہیں زبانی گفتگو کے ذریعہ بھی بہت کثرت سے تبلیغ کا موقع ملا۔ ایک دفعہ میں ایک جگہ گیا۔ وہاں ایک پادری صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ بعد ازاں گفتگو شروع ہوئی۔ الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ تثلیث۔ بائبل ان تمام مسائل پر ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ تعالےٰ کا خاص ہی فضل تھا۔ کہ آخر میں پادری صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ اور سامعین نے صاف الفاظ میں اقرار کیا۔ کہ پادری صاحب لاجواب ہو گئے ہیں۔ پھر ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی۔ کہ آپ اسلام کے متعلق کچھ سنائیں۔ میں نے مختصر الفاظ میں اسلام کو ان کے سامنے پیش کیا۔ نہایت توجہ اور خاموشی سے سنتے رہے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں ایک جگہ گیا۔ جہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ اور عورت اور مرد کی حیثیت پر گفتگو ہو رہی تھی ایک لیڈی اپنی صنف کی نمائندگی کر رہی تھی۔ وہ اس بات پر زور دے رہی تھی۔ کہ عورت وہ سب کام کر سکتی ہے۔ جو مرد کر سکتا ہے۔ مقابلہ میں ایک صاحب بہت زور سے تردید کر رہے تھے۔ میں نے کہا۔ عورت سب کچھ کر سکتی ہے۔ مگر ایک کام نہیں کر سکتی۔ سب نے تعجب سے دریافت کیا۔ کہ وہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ عورت اولاد کا باپ نہیں بن سکتی۔ سب لوگ ہنس پڑے اور پھر ان کی بحث جاری ہو گئی۔ آخر میں گفتگو کرنے والے مرد نے عورت کو یہ کہکر لاجواب کر دیا۔ "بائبل میں ہے۔ کہ عورت مرد کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ عورت مرد کو خوش کرنے کیلئے پیدا کی گئی ہے" میں نے پھر ان کے کلام کو قطع کر کے بتایا۔ کہ جب آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ عورت مرد کو خوش کرنے کے لئے پیدا کی گئی۔ تب آپ بات کو صرف نصف بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ پوری کر دیں۔ میں نے کہا۔ مرد بھی عورت کو خوش کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر بائبل کی تعلیم پھر سنائی کہ عورت مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی وغیرہ

میں نے ان کو کہا کہ آپ ذرا غور سے سنیں۔ یہ عقائد بائبل کے ہیں ہم ان کو ان معنوں میں نہیں مانتے۔ ہماری مذہبی کتاب قرآن کریم ہے۔ جس کے رو سے مرد و عورت بحیثیت انسان مساوی ہیں۔ جیسا کہ عورت پر مرد کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح سے مرد پر بھی عورت کے کچھ حقوق ہیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ آپ تو ایسی بات بتاتے ہیں۔ جس سے عورتیں زیادہ فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ میں نے کہا۔ جس کا حق ہے۔ وہ ضرور فائدہ اٹھائے۔ میں تو مظلوم کو حق دلانے کیلئے آیا ہوں۔ آپ کو یہ بھی غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ میں اس لیڈی کی تائید کر رہا ہوں۔ میں جس بات میں آپ سے اختلاف رکھتا ہوں۔ وہ میں نے بیان کر دی ہے۔ اسی طرح ایک بات میں اس لیڈی سے بھی اختلاف رکھتا ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ کہ عورتیں تمام وہ کام کر سکتی ہیں۔ جو مرد کر سکتے ہیں۔ جسمانی لحاظ سے عورت مرد سے کمزور ہے۔ عورت کے جسم کی بناوٹ ایسی ہے۔ کہ وہ بعض کام نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اور کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ مثلاً عورت بچہ جن سکتی ہے۔ بڑے سے بڑا مرد یہ کام نہیں کر سکتا۔ تو یہ تو تقسیم عمل ہے انسان ہونے کی حیثیت سے دونوں برابر ہیں۔

ان میں سے بعض Y.M.C.A. سے تعلق رکھنے والے تھے۔ انہوں نے مجھے دعوت دیکر اسلام اور عیسائیت کے متعلق تقریر کرائی۔ تقریر کے بعد دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد کالج کے طلبا مجھ سے مل کر دیر تک اسلام کے متعلق سوالات کرتے رہے۔

۳۱ مارچ کو Easter کے موقع پر میں ایک چرچ میں مدعو تھا۔ کہ عیسائیت کے متعلق پندرہ منٹ میں ایک مختصر تقریر کروں۔ میں گیا اور تقریر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام نے دنیا میں اللہ تعالےٰ کی حکومت قائم کرنے کی دعا کی۔ اللہ تعالےٰ کی حکومت تو دنیا میں پہلے ہی ہے۔ اس دعا کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگ مادیت میں غرق تھے۔ خدا کی عبادت کو ترک کر چکے تھے۔ جس غرض کے لئے انسان پیدا ہوا ہے۔ اسے بھول کر فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے تھے۔

خدا کی حکومت قائم کرنے کے لئے دعا کرنے کا مطلب یہی تھا۔ کہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اپنی زندگی کو منشاء الٰہی کے مطابق بسر کرنے لگ جائیں۔ بدیوں کو چھوڑ کر روحانیت کی پرامن زندگی گذاریں۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ اسلام کے معنی ہیں۔ وقف کرنا۔ سپرد کرنا۔ امن سے رہنا۔ مسلمان وہ ہے۔ جو خدا کے منشا کے مطابق اپنی زندگی گذارے۔ اور دنیا میں امن قائم کرے۔ تمام مذاہب کا یہی نچوڑ ہے۔ آپ کو بھی چاہئے کہ ایسی ہی زندگی اختیار کریں۔

دوسری بات جو عیسیٰ علیہ السّلام کی زندگی میں مجھے نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ ان کا مصلوب ہونا ہے۔ نیز ہماری کتب میں بھی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم صلعم کو آگ میں ڈالا گیا تھا نبیوں کے سردار محمد صلعم پر کم سے کم پانچ دفعہ ایسا حملہ ہوا جس سے بچنے کی کوئی ظاہری صورت نہ تھی۔ اور آپ کی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی میں تقریبًا ہر لمحہ میں ایک موت آپ پر وارد رہی الغرض انبیاء کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے کہ وہ خدا کی رضا کی خاطر اور بنی نوع انسان کے لئے خطرناک مصائب میں اپنے آپکو مبتلا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ موت تک اختیار کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جب وہ موت کو اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو بچا لیتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالےٰ نے آگ سے بچایا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالےٰ نے بچایا۔ اور میں مضبوط دلائل سے یقین رکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی تھی جس وقت وہ صلیب سے اتارے گئے۔ وہ اس وقت غشی کی حالت میں زندہ موجود تھے۔ سو انبیاء کی زندگی سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کہ ہمیں خدا کی رضا کی خاطر اور بنی نوع انسان کی خاطر قربانی کی زندگی اختیار کرنی چاہئے تا کہ ہم بھی نجات حاصل کر سکیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ابن اللہ کا لفظ عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ اکثر عیسائی تو انکو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر حقیقت میں خدا کسی کا باپ ہونے سے پاک ہے۔ ہاں روحانیت کے لحاظ سے استعارةً وہ خدا کا بیٹا ہو سکتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے مقرب ہیں۔ اس طرح سے ہر ایک آدمی روحانی ترقی کر کے خدا کی اولاد بن سکتا ہے۔ میں آپکو تلقین کرتا ہوں۔ کہ سب کے سب اطفال اللہ بننے کی کوشش کریں۔ اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ اور تمام انبیاء پر ایمان لائیں۔

آخری بات اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ کے مذہب اور ہمارے مذہب میں پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں عیسیٰ آئینگے۔ میں آپکو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ وہ ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کا نام احمد نبی مسیح موعود ہے۔ انہوں نے بہت سے معجزات دکھائے ہیں۔ بہت سے روحانی مردوں کو زندہ کیا

خاکسار مطیع الرحمٰن بنگالی از امریکہ

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلعم پر فضیلت کا دعوےٰ کیا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالےٰ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ وہ دنیا میں ظلمت و گمراہی کے زمانہ میں نور و ہدایت بھیجتا ہے۔ اس کے پاک کلام کو کما حقہٗ سمجھنے کی اہلیت بجز المطہرون“ کے زمرے کے کسی کو نہیں ہوتی۔ اسی لئے وہ اپنے کلام کی مَس“ کے لئے ”بعثت رسول“ کو ضروری قرار دیکر ”یعلمھم الکتب والحکمۃ“ کی شان کا اظہار کراتا ہے۔ اس تعلیم مطہرہ کی تفہیم کے وسیع میدان میں کئی لوگ گہ افراط کی خار دار جھاڑیوں اور گہ تفریط کی سنگلاخ وادیوں میں ”ہیمون“ کا چکر لگاتے ہیں۔ سب سے زیادہ محفوظ اور صراط مستقیم پر قائم گروہ وہی ہوتا ہے۔ جس کا لائحہ عمل ”خیر الامور اوسطہا“ کا سنہری اصول ہو۔ اسی کلیہ کے مطابق امت محمدیہ کے ایک گروہ نے اپنے تمام عقائد کی بنیاد احادیث کو ٹھہرایا۔ تو دوسرے گروہ نے کہا کہ قرآن کے تیس پاروں کے علاوہ کوئی کلام قابل قبول ہی نہیں۔ اور نہ اس کے فہم کے لئے کسی ”المطہرون“ کے سرگروہ کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ ایک گروہ افراط اور دوسرا تفریط کی تیز رو میں بہ گیا۔ اس وقت ہمارا مخاطب صرف وہ فریق ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی آمد بالکل غیر ضروری اور ناقابل استفادہ شئے قرار دیتا ہے۔ اس فریق کا ایک رسالہ ”اشاعت القرآن“ ماہوار لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں جناب ایڈیٹر ابو عیسیٰ حشمت العلیٰ“ صاحب نے ”احمدی نمبر“ کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کو اپنے لایعنی اور بے سر و پا اعتراضات کے جواب لکھنے کی دعوت دی ہے:۔

اس رسالہ میں صفحہ ۲ پر ”مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حضرت محمد آلرسول اللہ سلام علیہ پر فضیلت کا دعوےٰ“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ گو جس پایہ کا وہ مضمون ہے اس لحاظ سے تو بقول حالی ؎

جز ترک جواب کوئی تدبیر نہیں

پھر بھی صرف اس لئے کہ جناب حشمت العلیٰ کو ناز نہ رہے کچھ عرض کرتا ہوں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان کا اس مضمون سے سوائے اشتعال انگیزی کے اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ ایڈیٹر صاحب اس مایۂ ناز مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

”تمام اسلامی پرچوں سے درخواست ہے کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچوں میں درج فرما کر از روئے اسلام اپنے خیالات کا اظہار فرما دیں“!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کلام اللہ کو ہیچ سمجھنا اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے ترجمہ کو اس سے اعلیٰ قسم کا ترجمہ“ قرار دینا (صفحہ ۲) پھر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم (سید ولد آدم) کو ایک چٹھی رساں (نعوذ باللہ من ذالک) کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کرنا آپ کی کسر شان کا مرتکب ہونا جن لوگوں کا کام ہو ان کے منہ سے یہ نکلنا کہ مرزا صاحب نے رسول کریمؐ پر فضیلت کا دعوےٰ کیا نہایت ہی عجیب ہے۔ سنئے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول اکرم صلعم کے متعلق فرماتے ہیں۔ ؎

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا
وَفِیْ کُلِّ آنٍ مِنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۴۰)

کہ خدا کی قسم میں نے آنحضرت صلعم کی اتباع کی ہے۔ اور آپ ہی کے نور سے میں ہر وقت روشن کیا جاتا ہوں۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

پھر فرمایا:۔ ؎

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ دلم ہر وقت قربان محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستان محمدؐ
بہ دیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

پھر اسی خطبہ الہامیہ میں جس کا حوالہ جناب نے دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

”والیہ اشار سیدنا المصطفےٰ۔ ورسولنا المجتبیٰ وامام المتقین وخاتم النبیین“ خطبہ الہامیہ ۱۸۲ پھر صفحہ ۲۸ پر ”کسیدی احمد“ بھی ملاحظہ ہو۔

اللہ اللہ! جس شخص کی بنیاد ہی اس بات پر ہو کہ وہ رسول اکرم صلعم کا غلام ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اپنے آپ کو رسول عربی سے افضل سمجھتا ہے۔ حد درجہ کی افترا پردازی اور کذب و فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟ ؎

واہ رے جوش جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

(المسیح الموعود)

آپ نے اپنے اس مقصد کے لئے خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ صفحہ ۱۸۱ پر اس کے بالکل الٹ لکھا ہے۔

اگر جناب حشمت العلیٰ صاحب تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت پڑھتے تو اس قدر صفحات کالے کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ مگر ”لھم اعین لا یبصرون بھا“ کے ارشاد خداوندی کا پورا ہونا ضروری تھا۔ صاحب! خطبہ الہامیہ کا صفحہ ۱۸۱ کھولنے کی تکلیف گوارا فرمائیے اور غور سے پڑھئے کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ یا رسول اکرم صلعم کی بعثت کا؟

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں رسول اکرم صلعم سے افضل ہوں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیا روئے زمین پر کوئی چکڑالوی خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ پر سے یہ دکھا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”اپنی روحانیت“ کو آنحضرت سے اقویٰ اور اکمل قرار دیا ہے؟

سنئے! حضرت مسیح موعود کیا فرماتے ہیں؟ ذرا پڑھیئے کہ آپ کی پیش کردہ عبارت میں کس کی روحانیت کا ذکر ہے:۔

”بل الحق ان روحانیتہ علیہ السلام ... اشد واقوی واکمل“ صفحہ ۱۸۱

کیا ”روحانیتہ“ کے معنے ”میری روحانیت“ کے ہوا کرتے ہیں۔ کیا اسی برتے پر قرآن دانی کا دعوےٰ ہے؟

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے ”حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت اقویٰ۔ اکمل اور اشد ہے“۔

فرمائیے جناب حشمت العلیٰ صاحب! کہاں ہے وہ عبارت جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”حضرت محمد الرسول اللہ سلام علیہ پر فضیلت کا دعوےٰ کیا ہے“؟

حیرت ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سر بازار توہین کریں۔ آپ کے کلمات طیبات کو ”کفر و الحاد“ (نعوذ باللہ) قرار دیں تو کچھ حرج نہیں۔ مگر ہم آنحضرت صلعم کی فضیلت کو دنیا میں پہنچائیں۔ آپ کو تمام انبیاء کا آقا اور مطاع قرار دیں۔ تو فوراً شور پڑ جاتا ہے۔ کہ آنحضور صلعم پر ”فضیلت کا دعوےٰ ہے“! ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

عبد الرحمٰن خادم (ملک) گجرات پنجاب

میڈیکل پریکٹس کیلئے مشورہ

ہمارے ایک احمدی بھائی ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ایم بی۔ بی۔ ایس برتن پورہ جھیرہ ضلع ساہ[illegible] کسی ایسی جگہ پرائیویٹ پریکٹس کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں پر مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ اور وہاں پر مسلمان ڈاکٹر کی ضرورت ہو۔ اور کام اچھا چل جائے۔ لہذا احباب ایسی جگہ اور موقع سے انکو براہ راست مشورہ دیکر ثواب حاصل فرمائیں۔

مرزا شریف احمد [illegible]

انجمن امداد قیدیان پنجاب

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

قیدیوں کی امدادی انجمن کی پہلی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۲۸ء کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ انجمن مذکور نے زیادہ تر اپنا وقت ابتدائی تنظیم اور تیاری پر صرف کیا تاہم اس نے انسانی سوسائٹی کے ناکارہ افراد یعنی جرائم پیشہ اشخاص کی اصلاح کا کام شروع کر دیا ہے۔ محکمہ اصلاح اور قیدیوں کی امدادی انجمن کے مقاصد واقعی مفید ہیں۔ کیونکہ ان کا مطمع نظر سوسائٹی کی کوتاہیوں کو سائنٹیفک طریق پر معلوم کرنا اور انہیں دور کرنا ہے۔ اور مختلف ضروریات کے مطابق ان کا انفرادی طور پر علاج کرنا ہے جرائم کو نیست و نابود کرنے کے متعلق یہ علاج بہترین ثابت ہوگا۔ اس وقت انجمن مذکور کی ۲ اصلاحی کمیٹیاں ہیں جن کے ممبروں کی تعداد ۱۱۰۰ سو کے قریب ہے۔ متعدد مقامات پر قیدیوں کو امداد دینے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور جو اطلاعات لاہور۔ لدھیانہ اور سیالکوٹ سے موصول ہوئی ہیں وہ خاص طور پر حوصلہ افزا ہیں۔ انجمن مذکور کے اغراض و مقاصد اور اس امداد کی وضاحت کے لئے جو یہ انجمن قیدیوں کو ان کی رہائی کے بعد قابل عزت زندگی بسر کرنے کے متعلق دینے کی خواہاں ہے۔ بعض مقامی اصحاب نے خود لاہور سنٹرل جیل کا معائنہ کیا اس امر کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ قیدیوں کے لئے مناسب ملازمتیں حاصل کی جائیں۔ بے یار و مددگار قیدیوں کو محدود عرصہ کے لئے رہائی کے بعد گذارہ کے لئے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں کپڑے بھی مہیا کئے جاتے ہیں بعض رہا شدہ قیدیوں کو اوزار یا روپیہ کی قلیل رقوم دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ کوئی ایسا کاروبار شروع کر سکیں جو وہ جانتے ہوں۔ بعض خاص حالات میں ریل کے ٹکٹ یا سفر بذریعہ سڑک کے لئے روپیہ بھی دیا جاتا ہے یہ انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ کہ جب تک رہا شدہ قیدیوں کو کوئی کام نہ ملے ان کے لئے ایک عارضی جائے پناہ مہیا کی جائے۔ اچھی زندگی بسر کرنے کے لئے پڑھے لکھے قیدیوں کو صاحب سپرنٹنڈنٹ لاہور سنٹرل جیل کی طرف سے اخلاقی اور سبق آموز لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے اصلاحی مرکزوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تحریک نہایت امید افزا ہے لیکن انجمن کو زیادہ مفید کام کے لئے بہت زیادہ کارکنوں کی ضرورت ہے آخر میں رپورٹ میں درج ہے کہ جو کام اس انجمن نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے اور ان تمام اشخاص کو جو بنی نوع انسان اور اپنے صوبہ۔ اور ملک کی فلاح اور بہبودی میں دلچسپی رکھتے ہیں اس انجمن کے کام میں نہایت سرگرمی سے حصہ لینا چاہئے۔ انجمن امید کرتی ہے کہ گورنمنٹ اور پبلک اور صوبہ کا پریس اس کے قابل قدر کام کی توسیع میں امداد دے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت رسول کریم صلعم پر لیکچروں کا اہتمام

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مقدس زندگی کا ہر لمحہ اخلاق و معاشرت کے لئے ایک ایسا مستقل درس ہے۔ کہ شائد بیجا نہ ہوگا۔ اگر مسلمانوں کی تمام تبلیغی سرگرمیوں کو صرف اس ایک کارروائی کے اندر محدود کر دیا جائے۔ کہ ملک کے دیگر فرقوں میں اور خود ناواقف مسلمانوں کے سامنے حضور کی مبارک زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سلیقہ کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اور اس موضوع پر تحریروں اور تقریروں کا ایک مستقل سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلیں باوجود اختلافات کے اسی نقطۂ نظر سے ضروری خیال کی گئی ہیں۔ مگر ان محفلوں کی مذہبی نوعیت کی وجہ سے دوسرے فرقوں کو ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع دستیاب نہیں ہوتا۔ اس لئے جناب امام جماعت احمدیہ کی یہ مبارک تجویز بیحد مقبول ہو رہی ہے۔ کہ مختلف اور مخصوص مقامات پر اس طرح کے جلسے منعقد کئے جائیں جن میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء اور لیکچرار بالاتفاق سیرت نبوی پر اظہار خیالات فرمائیں۔ اور ان جلسوں میں دوسرے فرقوں کے افراد کو بھی شرکت کی دعوت اور ان کی نشست وغیرہ کا انتظام کیا جائے جماعت احمدیہ کی سنجیدہ اور ٹھوس تبلیغی سرگرمیاں ہر حیثیت سے مستحق مبارکباد ہیں اور ہمارے نزدیک مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نہائت مفید اور اہم تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری سعی سے کام لیں ہمارے دوست مولوی محمد عثمان صاحب احمدی کی تحریک و کوشش سے سال گذشتہ اس تجویز پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا جا چکا ہے۔ اور اس سال بھی ۱۲ جون کو اسی طرح کے جلسہ کا انعقاد اور سیرت محمدیہ پر لیکچروں کا انتظام اس مجلس مشورہ میں جو جناب منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی پر منعقد ہوئی تھی۔ طے پا چکا ہے۔ عام طور پر محسوس کیا جا رہا ہے کہ اس جلسہ کی کامیابی کے لئے گرمیوں کا زمانہ سخت ناموزوں ہے یہ اعتراض بالکل صحیح ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ کے لئے منتظمین جلسہ مناسب موسم کا لحاظ رکھینگے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جلسہ کے علاوہ مولوی محمد عثمان صاحب ایک زنانہ جلسہ کا بمشورۂ بیگم صاحبہ شیخ شاہد حسین مرحوم انتظام کر رہے ہیں۔ اس جلسہ کی کامیابی میں گرمیوں کا زمانہ حارج ہو رہا ہے لیکن ہمیں امید ہے۔ کہ کم از کم اس سال زنانہ جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کیجائیگی اور اس میں ان روشن خیال ہندو مستورات کو جو سیرت نبوی پر لیکچر سننے کا اشتیاق رکھتی ہیں شریک کرنے کے لئے معقول انتظامات عمل میں لائے جائینگے۔ (روزنامہ ہمت ۳ رمئی ۱۹۲۹ء)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

دنیا کے حالات تمدنی اور مذہبی تغیرات سے جو لوگ واقف ہیں ان پر یہ بات ظاہر ہے کہ فی زمانہ تبلیغ اسلام کا کام اللہ تعالیٰ نے ہندی مسلمانوں کے سپرد کیا ہے۔ تاکہ اسلامی اقوام کو ایک دوسرے پر فخر کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے۔ جب عربوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام ترکوں۔ مغلوں۔ فارسیوں اور افغانوں کے سپرد کر دیا۔ اور ایشیائے وسطی کی اسلامی آبادی کے ذریعہ اسلام ہندوستان اور دیگر ممالک میں پھیل گیا۔ اب جبکہ ترک اور دیگر ممالک کے مسلمان سست پڑ گئے۔ اور عرب اپنے سیاسی اور اقتصادی بوجھ کے نیچے کچلے جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کو اس بات کے لئے انتخاب کیا ہے۔ کہ یہ ملک جو ازمنہ سابقہ میں بلاد کفر سمجھا جاتا تھا ہے۔ اس کو یہ شرف بخشے تاکہ یہ ملک قیام اسلام اور اس کا موجب ہو۔ چنانچہ ہندی مسلمان جیسا کہ ظاہری شکل پر قائم ہیں۔ اسی طرح اس امانت عظمےٰ کو نئے نئے بلاد میں کامیابی سے پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اسلام ان بلاد میں سرعت سے ترقی کر رہا ہے۔ اور جا بجا اسلامی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ اور مبلغین اسلام کا لوگوں پر گہرا اثر ہو رہا ہے۔ جناب صوفی ایم آر۔ بنگالی۔ ایم اے کے لیکچروں کے متعلق تعریفی الفاظ سے مندرجہ ذیل با اثر اخباروں نے ذکر کیا ہے

(۱) پروگریسو تھنکر

(۲) سپریچوئل چرچ نوٹ

اور اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ تقریریں صداقت اور روحانیت سے لبریز تھیں اور امریکہ کو فی زمانہ ایسی تعلیم کی ضرورت ہے۔ جس سے انفرادی طور پر ہر شخص آزادی سے اپنے نفس کی اصلاح کر سکے۔

صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اسلامی لٹریچر کی عام مانگ ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے رسالے عیسائیوں اور ترکی و شامی مسلمانوں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ ان سے عیسائیت کے رعب کا اثر زائل ہو اسی طرح جزائر فلپائن میں بھی اسلامی کتب روانہ کی گئی ہیں۔ (عزیز وطن ۲۵ر فروری)

آئینہ دیکھئے

راولپنڈی کے ایک معاصر نے کسی پُراسرار حکیم صاحب کے چلن پر حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں اور اپنے الزامات کی تائید میں بعض خطوط کے ہو بہو چربے بھی شائع کرنیکا وعدہ فرمایا ہے پہلے خط کے نیچے جس عورت کے دستخط ہیں اس کا نام ہے زینت۔ کاش ہمارا معاصر گدائے لم یزل سے استصحاب کر لیتا۔ کہ یہ ان کے خاندان کی وہ مشہور زینت بقر تو نہیں جس کے افسانے اخبارات میں چھپ چکے اور کاغذی پیرہن زیب بر کر کے مجالس عالم کی دلچسپی کا باعث بن چکے ہیں اگر یہ وہی زینت ہے۔ تو یقیناً اس کی پہنچ قابل داد ہے۔ (سیاست ۲۵ر اپریل)

وصیتیں

نمبر ۳۰۴۲:- میں صغریٰ خانم زوجہ منشی تصدق حسین صاحب پٹھان عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن بوچھن ضلع شاہجہانپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مہر ۱۱۱ر روپے ہے۔ اور ماہوار آمد ۳۰ روپیہ تنخواہ مقرر ہے۔ اندازاً عہ ماہواری بالائی آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۸ء

العبد:- صغریٰ خانم حال وارد قادیان۔

گواہ شد:- تصدق حسین بقلم خود حال وارد قادیان

گواہ شد:- غلام رسول فارسی ٹیچر نارمل سکول لالہ موسےٰ حال وارد قادیان

نمبر ۳۰۲۲:- میں حکماں معروف حاکم بی بی زوجہ رحیم بخش قوم جٹ باگڑی عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ ۷ر جنوری ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی للعہ روپیہ مہر مبلغ عہ روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- حاکم بی بی موصیہ۔

گواہ شد:- غلام محمد پنشنر قادیان بقلم خود

گواہ شد:- میاں احمد ولد الٰہی بخش راجپوت ساکن تلونڈی جھنگلاں

نمبر ۳۰۵۲:- میں فریدالنساء بیگم زوجہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن تعلقہ دیودرگ ضلع رائچور علاقہ نظام بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ جائداد کی نسبت حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت محض رقمی مالیتی عسہ روپیہ کلدار ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ نقد انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے توسط سے صدر انجمن احمدیہ قادیان روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ میرے فوت ہونے کے بعد جس قدر جائداد میرے متروکہ میں ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط

العبد:- علامت ابہام فریدالنساء۔ گواہ شد:- محمد عبدالرحیم۔

گواہ شد:- عبدالسبحان۔ گواہ شد:- محمد ابراہیم شوہر موصیہ۔

نمبر ۳۰۰۴:- میں مسمی فاطمہ والدہ عبدالکریم موصی و حافظ عبداللہ موصی قوم شیخ عمر ۶۰ سال ساکن گھس ڈاکخانہ نوشہرہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد مکان ایک ہزار روپے کا ہے۔ اور میرا گذارہ میرے دونوں لڑکوں کے ذمے ہے۔ میں اپنے مکان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میں اپنی جائداد کا جو حصہ اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا دوں وہ حصہ منہا کرنے کے بعد باقی حصہ کی قیمت کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- موصیہ فاطمہ احمدی۔ گواہ شد:- عبدالکریم موصی حقیقی بیٹا۔ گواہ شد:- حافظ محمد عبداللہ موصی حقیقی بیٹا موصیہ ولد میاں امام الدین۔ صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ گھس

نمبر ۳۰۱۰:- میں فاطمہ بی بی زوجہ چودہری فتح الدین صاحب قوم ارائیں۔ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی۔ ساکن بھیباں ڈاکخانہ نندا چور ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد زیورات سنہری ونقرئی قیمتی ایک سو پچیس ۱۲۵ روپیہ ہے حق مہر مبلغ تین سو روپیہ ہے جو ابھی مجھے خاوند سے وصول نہیں ہوا میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے وقت کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ فقط

العبد۔ نشان انگوٹھا فاطمہ بی بی۔

گواہ شد:- چودہری فتح الدین خاوند موصیہ

گواہ شد:- مرزا برکت علی امیر جماعت احمدیہ آبادان حال وارد قادیان۔

نمبر ۳۰۳۲:- میں فضل بی بی زوجہ شیخ اللہ بخش قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن ترپئی ڈاکخانہ مجیٹھہ تحصیل وضلع امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۳/۱۲/۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد مہر عسہ روپیہ ہے اور زیورات سنہری وزنی ۲۵ تولہ ہیں۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط

العبد:- نشان انگوٹھا موصیہ فضل بی بی موصیہ

گواہ شد:- ڈاکٹر محمد احسان ترپئی ضلع امرتسر حال وارد قادیان

گواہ شد:- اللہ بخش خاوند موصیہ ترپئی ضلع امرتسر

نمبر ۳۰۴۹:- میں گل محمد ولد غلام محمد قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ ۹/۱۲/۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان سکنی ننگنگ ضلع کامل پور پختہ وخام ۷ مرلہ قیمتی ۶۰۰ روپے۔ ایک مکان چکوال اندازاً ۹ مرلہ عمارت پختہ یک منزلہ قیمتی ۴۰۰ اور ماہوار تنخواہ معہ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات جو میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط ۹/۱۲/۳۱

العبد:- گل محمد ساکن چکوال حال مشلخوان خوشاب بقلم خود حال وارد قادیان۔ گواہ شد:- بقلم خود غلام نبی احمدی چکوالی حال وارد قادیان۔ گواہ شد:- بشیر احمد احمدی گو لیکے حال وارد قادیان۔

نمبر ۲۷۲۸:- میں محمد شفیع ولد شیخ مہر علی ککے زئی عمر ۴۰ سال ساکن دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۹ر نومبر ۱۹۲۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے ماہوار آمد مبلغ عہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۱۹ر نومبر ۱۹۲۷ء

العبد:- خاکسار محمد شفیع احمدی پٹواری دھرم کوٹ رندھاوا بقلم خود

گواہ شد:- سلطان بخش دھرم کوٹ رندھاوا بقلم خود

گواہ شد:- چودہری احمد بخش احمدی ساکن دھرم کوٹ رندھاوا بقلم خود۔

نمبر ۳۰۴۳:- میں مسمی سید عبدالحلیم ولد مولوی سید عبدالرحیم مرحوم کٹکی عمر ۲۴ سال ساکن سونگھڑہ ضلع کٹک داڑیسہ اگا ہوں بقائمی ہوش وحواس حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد سر دست ۱۲ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ علاوہ بریں میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۸ر جنوری ۱۹۲۸ء عبدالحلیم موصی

گواہ شد:- سید اخترالدین ساکن کوسمبی پرگنہ سونگھڑہ ضلع کٹک

گواہ شد:- سید محمد احمد احمدی برادر موصی ساکن کوسمبی پرگنہ سونگھڑہ ضلع کٹک

نوٹ:- اس وصیت کا نفاذ ۱۸ر جنوری ۱۹۲۸ء سے ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں!

——— کیمبل پور یکم مئی - کل دریائے اٹک میں ایک کشتی غرقاب ہو جانے سے ۴۲ اصحاب ڈوب کر مر گئے - اس کشتی پر ساٹھ کے قریب مسافر سوار تھے جنہوں نے تیر کر جان بچائی - پولیس تحقیقات کر رہی ہے -

——— میمن سنگھ یکم مئی - حسین پور میں ایک عظیم طوفان آنے سے تھانہ ڈاک خانہ ہائی سکول دکانیں و گودام اُڑ گئے دریائے برہم پتر میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں غرقاب ہو گئیں - تین شخص کام آئے - اور متعدد زخمی ہوئے نقصان کا اندازہ ایک لاکھ سے زائد ہے ::

——— پشاور یکم مئی - معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے مقامی حکومتوں کو اردو رسم الخط کو رومن رسم الخط سے تبدیل کرنے کے امکان پر رائے ظاہر کرنے کے لئے لکھا ہے - دیکھئے اردو یا فارسی رسم الخط کا کیا حشر ہوتا ہے ::

——— دہلی یکم مئی - دہلی کے نوزائیدہ ہفتہ وار ہندی اخبار "کرانتی" پر اس جرم میں مقدمہ چل رہا تھا - کہ کرانتی کے کسی پرچہ میں ایڈیٹر کا نام چھپنے سے رہ گیا تھا - عدالت نے وکیل سرکاری کی بحث سننے کے بعد فیصلہ سنا دیا - اور ملزم کو چار سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی -

——— پشاور یکم مئی - کابل کے ارد گرد جنگ جاری ہے اور مجروحین جوق در جوق کابل میں روزانہ داخل ہو رہے ہیں کابل میں اشیائے خوردنی کی قیمتیں بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہیں - اور اب ایک کابلی روپیہ میں صرف سوا دو گاے کا گوشت یا ۲ سیر [illegible] آتا ہے -

——— کوئٹہ ۲ مئی - شہزادی نور السراج ہمشیرہ [illegible] امان اللہ خان دربار قندھار کے متعدد ارکان کی معیت میں ہرات سے براستہ مشہد دزداب یہاں وارد ہوئی ہیں -

——— رنگون یکم مئی - خان بہادر اکبر شیرازی ایرانی قونصل آج صبح فوت ہو گئے ::

——— پشاور ۲ مئی - تیراہ کی سنی شیعہ آویزش کے سلسلہ میں تازہ ترین اطلاع یہ ہے - کہ فریقین نے تنازعہ کے تصفیہ کے لئے چیف کمشنر صوبہ سرحد کی امداد و اعانت کی درخواست کی ہے

——— الٰہ پورہ (حصار) ۳ مئی - یوم مئی کے موقع پر [illegible] دیہات کے نمائندوں نے ایک پنچایت میں فیصلہ کیا کہ الٰہ پورہ میں ایک سو دیہات کے نمائندوں کی پنچایت منعقد کی جائے - اور عدم ادائیگی لگان کی ستیہ گرہ کا فیصلہ کیا جائے - چونکہ مئی ادائیگی لگان کا مہینہ ہے -

——— کمبرالا - ۳ مئی - ایک شدید ترین طوفان باد نے گذشتہ شب مکانوں کے در و دیوار اُڑا دیئے اور درختوں کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا - کمبرالا ہندو سبھا کا اجلاس پنڈت مالویہ کی صدارت میں ہو رہا ہے گذشتہ شب طوفان باد نے اس عظیم الشان پنڈال کو روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑایا - بی - اے کا ایک متعلم دو ستونوں کے درمیان آکر ہلاک ہو گیا ::

——— ٹنی - ۳ مئی گاندھی جی نے ڈرگا پٹم کا دورہ ختم کر دیا ہے - اس دورہ میں ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے جمع ہوئے ہیں

——— نئی دہلی ۳ مئی - معلوم ہوا ہے - کہ گورنمنٹ مقدمہ سازش میرٹھ کی طرح ایک اور بڑا بھاری مقدمہ سازش چلانے کا ارادہ رکھتی ہے - جس کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں -

——— میرٹھ ۳ مئی - مسٹر آئیڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مقدمہ سازش میرٹھ میں آج دو ہفتہ کا مزید ریمانڈ دے دیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ماہ جون کے آغاز میں شروع ہو گا

——— میرٹھ جیل میں ہیضہ نمودار ہو جانے کی وجہ سے ملزمان سازش میرٹھ کو ڈیرہ دون جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے جہاں ان کے ساتھ سپیشل قیدیوں کا سا سلوک ہو گا ::

——— پشاور ۴ مئی جریدہ "ہمدرد افغان" رقمطراز ہے - کہ حکومت سرحد کے زور دینے پر دیر کے نواب صاحب نے تورغنڈی میں چھاؤنی کا تعمیر کیا جانا منظور کر لیا ہے - جس کے لئے حکومت تیاریاں کر رہی ہے ::

——— دہلی ۴ مئی - آج صبح ۴ بجے ہندوستان کے دار الحکومت میں پولیس نے مختلف مقامات پر دھاوا کر دیا - اور مندرجہ ذیل مقامات کی خانہ تلاشیاں لی گئیں -

(۱) لالہ شنکر لال کا مکان (۲) ٹراپیکل انشورنس کمپنی کا دفتر (۳) ایئر یونین کا دفتر - (۴) کانگریس کا دفتر - (۵) ہندوستان ٹائمس کے دو سب ایڈیٹروں کے مکانات - بہت سے کاغذات اور مشتبہ چیزیں پکڑی گئی ہیں ::

——— اخبار بندے ماترم اس خبر کا ذمہ دار ہے - کہ لاہور بم فیکٹری میں گرفتار ہونیوالا ایک ملزم سکھدیو اقبالی گواہ بن گیا ہے - اس نے بیان کیا کہ میں نے مسٹر سانڈرس کو قتل کیا تھا - میرے ساتھ بھگت سنگھ اور ڈی اے وی کالج کا طالب علم دیس راج تھا - اس سازش میں پچاس آدمی شریک تھے ::

——— بمبئی - ۴ مئی جمعرات کی شب کو بمبئی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فساد ہو گیا - جس کے نتیجے میں تین آدمی ہلاک اور تیس زخمی ہوئے - جمعہ کی شب کو آرام رہا - لیکن شنبہ کو ہنگاموں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے - ۵ مئی تک مجروحین کی تعداد ۱۳۲ تک پہنچ گئی ۲۷ جانیں ضائع ہوئیں پونا سے مزید فوجی دستے منگوائے گئے ہیں - مجروحین و مقتولین میں اکثریت ہندوؤں کی بتلائی جاتی ہے ::

——— الٰہ آباد ۵ مئی - اخبار پائونیر کے دفتر میں "سرخ خط" موصول ہوا ہے - جس میں یورپین اور ان کے حامیوں پر بہت کچھ اظہار نفرت کیا گیا ہے - اور لکھا ہے - کہ خون کی ندیاں بہا جائینگی ہفتہ کے روز ۱۰۰ یورپینوں اور ان کے کلبوں کو روسی ریوالوروں سے

ممالک غیر کی خبریں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

——— میکون (جارجیا) ۲۹ اپریل وسطی و جنوبی جارجیا میں شدید طوفان باد و باران آنے کی وجہ سے ۱۰ آدمی ہلاک اور ایک سو مجروح ہوئے -

——— برلن - ۲ مئی - پولیس کمونسٹوں کا تخم ناپید کرنے پر تلی ہوئی ہے - آج بعد دوپہر ہر من سٹراس میں مظاہرہ ہو رہا تھا - کہ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے مشین گن چلائی عام لوگ بارکوں اور کوٹھریوں میں جا چھپے دو عورتیں ایک مکان میں پناہ لے رہی تھیں کہ پولیس نے انہیں گولی مار دی - بے شمار مکانوں کی تلاشی لی گئی - اور متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں ؛ پولیس نے مکانوں کی چھتوں پر مشین گنیں نصب کر دی ہیں اور سرچ لائٹ کے ذریعے صورت حال کی نگرانی کی جاتی ہے -

——— برلن ۳ مئی پولیس کی چیرہ دستیوں کے نتیجہ میں ۹ ہلاک اور ۸۰ زخمی ہوئے ہیں - نو سو گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں - ریشتاغ کے اشتراکی ارکان نے ہنگاموں کے متعلق بحث و تمحیص کرنی چاہی - لیکن ان کی تحریک نامنظور ہوئی - اس پر وہ سرخ گیت گاتے ہوئے ایوان میں داخل ہوئے اور "قاتلوں پر لعنت" کے نعرے بلند کرتے رہے -

——— لندن ۳ مئی امریکہ کی مشرقی ریاستوں میں طوفان باد کی وجہ سے بے انداز نقصان مال و جان ہوا - رچمانڈ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ وہاں کا ہائی سکول منہدم ہو گیا - اور شہر میں پچاس اشخاص ہلاک ہوئے ایک قیامت خیز آندھی نے قصبہ کولمبس کو تباہ کر دیا - جیل کی ترین دیوار کے پرخچے اُڑ گئے - چار قیدی ہلاک اور چھ زخمی ہوئے ایک سو تین لاپتہ ہیں - ریاست آرکن راس کے دو ضلعے تباہ ہو گئے - ۱۹ اشخاص ہلاک اور چالیس زخمی ہوئے - اڑھائی لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا - سینٹ لوئی مسوری اور الی نوائیس کے علاقے تباہ ہو گئے - رسل و رسائل کے تمام ذرائع منقطع ہیں - ایک سکول میں ۱۹ بچے ہلاک اور ایک سو زخمی ہوئے - خلیج میکسیکو کے ساحلی علاقے کو آندھی نے تباہ کر ڈالا - اب ٹمپی کو سے دیراکروز تک کھنڈر ہی کھنڈر نظر آتے ہیں ::

——— لندن ۳ مئی - پارلیمنٹ کے انتخاب میں ۶۴۳ نشستوں کے لئے ۴۸ عورتیں بطور امیدوار کھڑی ہوئی ہیں ان میں سے ۲۸ لبرل (آزاد خیال) ۲۸ ممبر (مزدور) اور آٹھ قدامت پسند طبقوں سے تعلق رکھتی ہیں - آزاد خیالوں میں مسٹر لائڈ جارج کی صاحبزادی بھی ہیں

میرٹھ ۶ مئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو "سرخ خط" موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر سازش میرٹھ کے

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)